اقبالؒ کا ایک غیر مطبوعہ سہرا

پروفیسر ریاض حسین

''عرصہ ہوا قدر دان اقبالؒ کے مابین جب یہ علمی بحث کہ اقبال نے تاریخ گوئی کے علاوہ کسی کا سہرا بھی کہا یا نہیں، میری نظر سے گزری تو اسی وقت سے یہ خواہش تھی کہ اقبال کا کہا ہوا کوئی سہرا ہے تو اسے ڈھونڈنا چاہئے قسمت کی یاوری دیکھیے کہ حضرت علامہؒ کی سوانح پر تحقیق کے دوران گوہر مقصود ہاتھ آ گیا حضرت علامہ کے قلم سے نکلا ہوا یہ پہلا سہرا ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہو رہا ہے سہرا پیش کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پس منظر اور اس سے متعلقہ مباحث سے قارئین کو آگاہ کر دیا جائے۔''

علامہ اقبالؒ کے دیرینہ رفیق ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی رقم طراز ہیں:

''میں ایک مرتبہ مئی 1928ء میں علامہ اقبالؒ پر تحقیق کے ضمن میں، مظفر آباد (آزاد کشمیر) گیا تھا جناب جسٹس سجاد صاحب اور میاں محمد شفیع (م ش) بھی میرے ہم سفر تھے ایک صبح تفریح کے لیے ہم لوگ دریا کے کنارے بھی گئے تھے ایم عبدالرحیم افغانی بھی ہمارے ہمراہ تھے انہوں نے مندرجہ ذیل استفسار لکھا ہوا مجھے دیا تھا افسوس کہ افغانی صاحب کا انتقال ہو چکا ہے بہر حال یہ بحث اقبالؒ کے ضمن میں بہت اہم اور علمی اعتبار سے ضروری ہے۔''

ان کا استفسار یہ تھا:

''ایک استفسار: بخدمت جناب علامہ چغتائی صاحب کہا جاتا ہے کہ علامہ

اقبال مرحوم نے کسی کی تاریخ وفات نہیں کہی اور نہ کسی کا سہرا لکھا، مگر اپنے استاد (مولوی میر حسن صاحب مرحوم) کی تاریخ وفات ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین'' (آیہ) سے نکالی اور ایک کتاب (ذکر حبیب در احوال پیر حیدر شاہ صاحب جلال پوری) میں درج ذیل قطعہ وفات علامہ اقبال مرحوم کا کہا ہوا ملتا ہے۔''

هر که برخاک مزار پیر حیدر شاه رفت
تربت او را امین جلوه هائے طور گفت
هاتف از گردوں رسید و خاک او را بوسه داد
گفتمش سال وفات او بگو، ''مغفور'' گفت

میں نے کافی تحقیق کی مگر کسی دوسری تصنیف میں یہ قطعہ نہیں دیکھا اس قطعے کے متعلق میں نے جناب ممتاز حسن، ڈاکٹر رفیع الدین اور فقیر وحید الدین صاحبان سے بھی استفسار کیا موخر الذکر نے جواب ہی نہیں دیا اول الذکر ہر دو دانشوروں نے بھی اس سے لاعلمی کا اظہار کیا کیا آنجناب اس پر کچھ روشنی ڈال سکیں گے؟

والسلام

ایم عبدالرحیم افغانی، مظفر آباد

11/05/86

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی آگے چل کر لکھتے ہیں:

''مجھے اقرار ہے کہ میں نے بھی مندرجہ بالا قطعے کو اقبالؒ کے ضمن میں کہیں نہیں دیکھا اور نہ کسی سے سنا ہے البتہ افغانی صاحب کے اس جملے ''علامہ اقبال مرحوم نے کسی کی تاریخ وفات نہیں نہیں کہی اور نہ کسی کا سہرا لکھا'' کا جواب میں نے ان کو اسی وقت دے دیا تھا یعنی یہ کہ علامہ مرحوم نے بعض احباب اور اعزہ کی تاریخیں واقعی کہی ہیں۔''

حضرت علامہؒ کی کہی ہوئی تاریخوں میں سے جواب تک طبع ہو چکی ہیں، مندرجہ ذیل کا ذکر کتب سیر میں ملتا ہے:

1 1898ء میں سرسید احمد خاں کی وفات پر اقبالؒ نے جو ابھی گورنمنٹ کالج لاہور کے طالب علم تھے، قرآن مجید کی آیت ''انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک'' سے ان کی تاریخ وفات برآمد کی جس سے 1315ھ (1898ء) کے اعداد نکلتے ہیں یہ تاریخ سرسید کی لوح مزار پر آج بھی موجود ہے

2 1900ء (1318ء) میں امیر مینائی کی وفات پر حضرت علامہ نے قرآن کریم کی آیت ''لسان صدق فی الاخرین'' سے ہجری سنہ میں تاریخ نکالی

1318ھ

---

3 محمد الدین فوق کی تصنیف ''شالامار باغ'' کے طبع ہونے پر علامہؒ نے اپنے قطعے میں می سزد ''تصویر باغ جاں فزا'' سے عیسوی

سنہ میں تاریخ نکالی

1901ء

4 اقبال نے اپنے استاد نواب مرزا داغ کی وفات پر کئی تاریخیں کہیں زیادہ مشہور یہ ہوئی

''نواب میرزا داغ''

1322ھ

5 2 جولائی 1918ء (1336ھ) کو علامہ کے قریبی دوست جسٹس شاہ دین ہمایوں کا انتقال ہوا تو علامہ نے تاریخ وفات کے لیے یہ قطعہ موزوں کیا

دو گلستان دہر ہمایون نکتہ سنج
آمد مثال شبنم و چوں بوئے گل رسید
می جست عندلیب خوش آہنگ سال فوت
''علامہ فصیح'' زہر چار سو شنید

''علامہ فصیح کے اعداد 334 ہیں، انہیں 4 سے ضرب دیں تو 1336ھ مطلوبہ تاریخ برآمد ہو جائے گی''

6 علامہ کے محب خاص نواب ذوالفقار علی خان نے 1921ء میں لدھیانے میں ایک گنج تعمیر کیا تھا علامہؒ نے تاریخ کہی

''برز میں خلد بریں آراستند''

1921ء

7 علامہؒ کے دوست میاں غلام رسول صاحب نے مسجد داتا گنج بخشؒ کی تعمیر کی اس پر علامہ نے مندرجہ ذیل شعر سے تاریخ برآمد کی۔

چشم بہ ''المسجد الاقصیٰ'' فگن۔۔۔الذی بارکہ'' ہم بگو

1340ھ

8 1926ء میں پروفیسر نکلسن کی فرمائش پر کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر براون کی تاریخ وفات قرآن مجید کی آیت ''ذالک الفوز العظیم'' سے برآمد کی جس سے 1926ء کے اعداد نکلتے ہیں۔

9 1926ء (1343ھ) ہی میں اپنی ایک اہلیہ کے انتقال پر ''شہادت رسید و منزل کرد'' (1343ھ) سے تاریخ نکالی

10 1933ء (1351ھ) میں منشی محبوب عالم مالک و مدیر پیسہ اخبار لاہور کی وفات پر مندرجہ ذیل مصرع تاریخ کہا

''معلی تربت محبوب عالم''

1351ھ

11 اپنی دوسری اہلیہ کے وصال پر ''سرمہ مازاغ'' سے تاریخ وفات 1354ھ نکالی

12 علامہ نے اپنے والد بزرگوار شیخ نور محمد کی تاریخ وفات ''

اثر رحمت'' اور'' آغوش لحد'' سے 1349ھ نکالی

13 اور اپنے استاد محترم مولوی سید میر حسن کی تاریخ وفات قرآن کریم کی آیت ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین'' سے 1348ھ نکالی۔

علامہ کیا با قاعدہ تاریخ گو شاعر تھے، یہ مسئلہ اکثر ناقدین اقبال کے مابین موضوع بحث رہا ہے، تاہم یہ بات طے ہے کہ ان کی کہی ہوئی معلوم اور مطبوعہ تاریخیں معدودے چند ہیں۔

بہر حال یہ تو ثابت ہو گیا کہ علامہ موصوف نے تاریخ ہائے وفات کہی ہیں، کسی کا سہرا کہنے کا ذکر البتہ کہیں نہیں ملتا جیسا کہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے بھی لکھا ہے:

''علامہ نے تاریخیں کہی ہیں نہ صرف وفات کی تاریخیں کہی ہیں بلکہ بعض موقعوں پر آپ نے شادیوں پر بھی تاریخیں نکالی ہیں''

حقیقت یہ ہے کہ شادیوں پر حضرت علامہ کی کہی ہوئی تاریخوں کے بارے میں آج تک تفصیل سے نہیں لکھا گیا۔

حضرت علامہ کسی کی فرمائش پر شعر کہنے کو آمادہ نہ ہوتے تھے جیسا کہ شہزادہ معظم جاہ ولی عہد ریاست حیدر آباد دکن کی فرمائش پر حضرت علامہ نے شعر کہنے سے صاف انکار کر دیا تھا اور نواب صاحب رام پور سے بھی اسی بنا پر ملاقات کرنے سے اجتناب فرمایا کہ وہ کہیں ان سے شعر سنانے کی فرمائش نہ کر دیں،

حالانکہ یہ ملاقات کرانے والوں میں حکیم اجمل خان صاحب بھی شامل تھے اس بارے میں محمد عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں

''ایک دفعہ آپ (علامہ) نے فرمایا کہ ''میں بحری جہاز کے ذریعے یورپ سے وطن واپس آ رہا تھا کہ حیدر آباد کے ایک شہزادے معظم جاہ سے جہاز پر ملاقات ہو گئی شہزادے نے فوراً اشعار سنانے کی فرمائش کی مگر میں نے معذرت کر دی۔''

نواب صاحب رام پور سے ملاقات نہ کرنے کے بارے میں عبداللہ چغتائی کی روایت یوں ہے:

''ایک دفعہ میں علامہ کے ہمراہ ڈیرہ دون گیا چودھری محمد حسین اور ملتان کے ایک صاحب بھی شریک سفر تھے آپ کو حکیم اجمل خان سے بھی ملاقات کرنی تھی، چنانچہ آپ نے لاہور سے چلنے سے پیشتر رسمی طور پر ان کو ایک تار بھی دے دیا تھا یہ تار ان کو اس وقت ملا جب وہ نواب صاحب رام پور کے ہاں گئے ہوئے تھے ہم صبح صبح حکیم صاحب کے ہاں پہنچ گئے اور ان سے ملاقات کی اسی دوران میں حکیم صاحب نے کہا کہ چونکہ آپ کا تار مجھے نواب صاحب کی موجودگی میں ملا تھا، لہذا وہ بھی آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں جب حکیم صاحب نے علامہ سے (یہ ملاقات کرنے کے بارے میں) ان کی رائے دریافت کی تو علامہ نے جواب دیا کہ میں صرف اس شرط پر ان سے ملاقات کروں گا

کہ وہ نہ تو مجھ سے اشعار سننے کی فرمائش کریں اور نہ ہی اپنے اشعار مجھے سنائیں یہ جواب سن کر حکیم صاحب خاموش ہو گئے اور پھر اس موضوع پر بات نہیں کی۔''

گو کسی والی ریاست یا اعلیٰ منصب پر فائز کسی شخص کی فرمائش پر شعر کہنا علامہ کو سخت ناگوار تھا، لیکن یاران خاص کا معاملہ دوسرا تھا ایسے ہی ان کے ایک قلبی دوست میاں شاہ نواز بار ایٹ لا تھے۔ میاں صاحب کی شادی گیتی آرا دختر سر محمد شفیع سے 1911ء میں ہوئی اس موقع پر علامہ نے فارسی میں ایک سہرا پڑھا یہ سہرا نہ تو علامہ کے مطبوعہ کلام کے کسی مجموعے میں شامل ہے نہ ہی اس کا ذکر علامہ کے تذکرہ نگاروں یا سوانح حیات لکھنے والوں نے کہیں کیا ہے یہ سہرا کئی لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سے حضرت علامہ کی معاشرتی زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔

میاں محمد شفیع نے ، باغبان پورہ کے نواح میں، باغ مہابت خان میں 14 اپریل 1911ء کو اپنی دختر کی میاں شاہ نواز سے شادی کی تقریب سعید کے موقع پر لاہور کے تمام ہندو، مسلم معززین اور دور و نزدیک کے احباب کو پر تکلف دعوت دی تھی یہ دعوت سن 1911ء کی ایک یادگار تقریب تھی میاں محمد شفیع سے حضرت علامہ خاص تعلق خاطر رکھتے تھے اس بارے میں جناب سید نذیر نیازی رقم طراز ہیں:

''سر شفیع سے بھی جو میاں شاہ دین کے برادر عم زاد تھے، میاں

صاحب ہی کی صحبتوں میں دوستانہ مراسم قائم ہوئے۔ سر شفیع کو بھی شعروسخن کا شوق تھا، کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیتے محمد اقبال ان کی شرافت، نیک دلی اور قومی ہمدردی کا اکثر ذکر کرتے۔ ادھر میاں صاحب کے خلوص کا یہ عالم کہ وائسرائے کی کونسل کے رکن بنے تو انارکلی میں اپنا دفتر ہی نہیں، جہاں 1922ء تک محمد اقبال کا قیام رہا، اپنے مقدمات اور منشی شیخ طاہر الدین کو بھی ان کے حوالے کر گئے انہوں نے انجمن حمایت اسلام، لاہور کی شہری زندگی، ملی اور سیاسی تحریکوں میں محمد اقبال کا ساتھ دیا۔ وہ ان کے خلوص اور غریب پروری کی تعریف کرتے میاں صاحب کے اچانک انتقال کی خبر سنی تو دلی صدمہ ہوا۔ 9 جنوری 1933ء کو سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا نمائندہ ان سے ملا تو میاں صاحب کی تعزیت کرتے ہوئے کہا:''

''خدا نے انہیں اعلیٰ قسم کی گھریلو اور معاشرتی خوبیوں سے نوازا تھا وہ ایک محبت کرنے والے باپ اور خاوند، ایک ممتاز قانون دان اور تیز فہم سیاست دان تھے بار اور سیاسی کانفرنسوں میں یکساں طور پر نمایاں رہتے میاں صاحب دل سے مسلمانوں کے ہمدرد تھے سیاست میں ان کا مسلک بڑا نرم تھا انہیں سرکار سے وفاداری کے طعنے دیے جاتے۔''

محمد اقبال کہتے:

''بے شک وفاداری ان کا مسلک تھا، لیکن ان معنوں میں نہیں

جن معنوں میں لوگ سمجھتے ہیں افسوس ہے مسلمانوں میں سیاسی شعور کی کمی ہے مسلمان صحیح معنوں میں با اعتبار ''یمین و یسار'' دو سیاسی جماعتیں قائم نہیں کر سکے میاں صاحب ایک اعتدال پسند سیاست دان تھے اور ملک وقوم کے بہی خواہ ان کی سیاسی روش وہی تھی جو ہندوؤں میں (لبرل) اعتدال پسند سیاست دانوں کی تھی''

میاں شاہ نواز کو یہ اعزاز حاصل ہے، اور غالباً اس میں وہ منفرد ہیں کہ حضرت علامہ نے ان کی شادی پر سہرا لکھا میاں شاہ نواز سے علامہ کے ذاتی مراسم بھی خاصے گہرے تھے سید نذیر نیازی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''میاں شاہ نواز سے کہ سر شفیع کے داماد اور میاں شاہ دین کے برادرزادے تھے محمد اقبال کی دوستی کی داستان بڑی طویل ہے ان سے بھی اسی زمانے میں ملاقات ہوئی جب میاں خاندان سے ان کے تعلقات بڑھ رہے تھے انگلستان سے واپس آئے تو بار روم کی محفلوں، آئے دن کی ملاقاتوں، جلسوں اور محفلوں میں ایسا یارانہ گٹھا کہ ایک جان دو قالب کی سی صورت پیدا ہو گئی شاہ نواز اور محمد اقبال ایک دوسرے کے ہمدم، ندیم و جلیس تھے۔ دوستی ایسی کہ دوران علالت میں بھی ایک دوسرے سے ملنے میں فرق نہ آیا اور ایک دوسرے کی مزاج پرسی سے غافل نہ رہتے محمد اقبال علیل ہیں، اتنے علیل کہ بستر سے ہلنا مشکل ہے، شاہ نواز کو فالج نے بے حس وحرکت کر رکھا ہے لیکن دوستی اور محبت

کا یہ عالم کہ ملازم انہیں گاڑی میں بٹھاتا، جاوید منزل لے جاتا گاڑی محمد اقبال کے پلنگ کے ساتھ لگا دی جاتی محمد اقبال بستر میں لیٹے لیٹے آگے بڑھتے۔ گھنٹوں باتیں کرتے اور بیتے ہوئے دنوں کی یاد نہ معلوم انہیں کہاں کہاں لے جاتی محمد اقبال کہتے اب تو ہمارا آپ کا ملنا ''چکوے چکوی'' کا ملنا ہے شاہ نواز سخن فہم تھے ''بلی چوہے کو دیتی ہے، پیغام اتحاد''والے قطعے میں جو محمد اقبال نے 1915ء میں انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں پڑھا، شاہ نواز ہی ان کا فقرہ جو انہوں نے لندن کے لاٹ پادری پر چست کیا تھا، نظم ہو گیا ہے (پادری صاحب بلی کی طرح مسلمانوں کو دعوت اتحاد دے رہے ہیں کہ آیئے مل کر تر کان بد نہاد کا قلع قمع کر دیں۔)''

شاہ نواز سیاسی داؤ پیچ بھی خوب سمجھتے تھے محمد اقبال کی ان اصابت رائے کے قائل تھے ان کے ایثار اور اخلاق کی تعریف کرتے، بہ افسوس فرماتے شاہ نواز بہت بڑا آدمی ہے، بہت بڑا آدمی ہوتا لیکن حالات راستے میں حائل ہو گئے اور وہ آگے نہ بڑھ سکے میں نے ان کی دو تین ملاقاتوں کا حال دیکھا ہے، ان کے خلوص اور محبت کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی۔

یہی ''چکوے چکوی'' کا تعلق تھا جس نے اقبال سے یہ پہلا سہرا کہلوایا یہ سہرا اور رو داد تقریب شادی روزنامہ پیسہ اخبار، لاہور کی اشاعت

مورخہ 18 اپریل 1911ء میں اس طرح شائع ہوئی:

شادی

12 اپریل کو میاں محمد شاہ نواز صاحب بیرسٹرایٹ لاء کی شادی آنر ایبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لاء کی دختر نیک اختر سے بمقام باغبان پورہ ہوئی 14 کو میاں محمد شفیع نے لاہور کے تمام ہندو، مسلمان معززین اور اپنے بیرون جات کے احباب کو ایک پر تکلف دعوت باغ مہابت خان میں دی جو باغبان پورہ کے محاذی میں واقع ہے کھانے کے اختتام پر جبکہ بہت سے مہمان شامیانے کے نیچے آرام کرتے تھے تو ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے میاں محمد شاہ نواز بیرسٹر ایٹ لاء کی شادی کی تاریخ فارسی میں حسب ذیل موزوں فرمائی تاریخ چونکہ ''بلا تعمیہ و تخرجہ'' ہے اس لیے نہایت پسند کی گئی دعا ہے کہ خدا اس شادی کو مبارک کرے تاریخ حسب ذیل ہے۔

رونق بزم احبا، شہ نواز
کاخ جاہ او فلک بنیاد باد
زینت گیتی بماند تا ابد
شمع عشرش از ہوا آزاد باد
دشمناں را خار پہلو عیش او

برلب	ما	مشاد باد	آباد	باد
قمری	دولت	تہ	دام	آورد
بلبل	اقبال	را	صیاد	باد
بہر	سال	عقد	او	آمد ندا
''خانہ	فرخندہ	اش	آباد	باد''

1911ء

سہرے کا ترجمہ بھی اردو خواں قارئین کی سہولت کے لئے پیش خدمت ہے:

1 شاہ نواز احباب کی بزم کی رونق ہے اور اس کے جاہ و جلال کے محل کی بنیاد فلک پر ہے۔

2 اس کی دنیا کی زینت ابد تک رہے گی اس کی عمر کی شمع دنیا کی ہواؤں سے محفوظ ہے۔

3 اس کا عیش دشمنوں کے ولولوں کے لیے بمنزلہ خار کے ہے لیکن ہمارے لبوں پر وہ ہمیشہ شاد و آباد رہے کی دعا رہے گی۔

4 دولت کا پرندہ اس نے جال میں پھانس لیا ہے اور وہ اقبال مندی کے بلبل کا ہمیشہ سے شکاری رہا ہے

5 اس کی شادی کے سال کے لیے (غیب سے) یہ ندا آئی کہ اس کا خوش و خرم گھر ہمیشہ آباد رہے

اب سہرے کی معنوی خوبیوں کے بارے میں چند باتیں:

پہلے شعر میں اقبال نے دو مطالب بیک وقت بیان کیے ہیں یعنی شاہ نواز دوستوں کی محفل کی جان ہے اور اس وقت بھی دولہا شاہ نواز دوستوں کی محفل کی رونق کا باعث ہے، اور دولہا میاں کی ذاتی اور خاندانی وجاہت کا شاعرانہ مبالغہ آمیزی سے اظہار کیا گیا ہے۔

دوسرا شعر خاص طور پر اقبال کی شاعرانہ مہارت کا ثبوت ہے دلہن کا نام گیتی آرام تھا گیتی (زندگی) گویا شاہ نواز کی زندگی بن گئی تھی

دیکھیے شاعر نے دلہن کے نام کی مناسبت سے مصرع کو ذومعنی بنا کر کس قدر خوبصورت اور لطیف مطالب اخذ کیے ہیں ساتھ ہی یہ دعا کی گئی ہے کہ دولہا، دلہن کی زندگی دنیا کے خطرات سے محفوظ رہے اس مفہوم کو ادا کرنے کے لیے شمع اور ہوا کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔

تیسرے شعر میں فرماتے ہیں دشمن تو دولہا کے عیش میں خار بن کر حائل ہیں لیکن شاعر کے لبوں پر یہی دعا ہے کہ دولہا ہمیشہ شاد کام رہے۔

چوتھے شعر میں نہایت ہی خوبصورت اور نفیس شاعرانہ استعاروں میں دولہا کی دولت مندی اور عروج کی دعا کی گئی ہے کہ دولت کا پرندہ ہمیشہ دولہا کے جال کا اسیر رہے اور عزت ووقار کی بلبل ہمیشہ ان کے قابو میں رہے۔

پانچویں اور آخری شعر میں طویل اور خوش وخرم ازدواجی زندگی کی دعا کی گئی ہے۔

آخری مصرع کی خصوصیت یہ ہے کہ شادی کے سال کی تاریخ یعنی سن 1911ء اسی سے نکالی گئی ہے۔

بعض نقاد سہرا لکھنا شاعر، اور خصوصاً اقبال جیسے بلند اقبال شاعر کے شایان شان نہیں سمجھتے حالانکہ تاریخ گوئی اور سہرا لکھنا تسلیم شدہ اصناف شاعری ہیں اور انہیں کسی طرح بھی دوسری اصناف سخن سے کم تر نہ گردانا چاہیے۔ ذوق، مومن اور غالب نے تاریخ گوئی اور سہرا نگاری پر فخر کیا پھر یہ بزرگ شعراء اور خود اقبال کوئی پیشہ ور تاریخ گو، اور سہرا نگار نہ تھے انہوں نے ہمیشہ اپنے اعزہ کی زندگی کے اہم واقعات کی تاریخیں نکالیں اور عزیز ترین احباب یا محسنوں کے سہرے لکھے۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، عبداللہ چغتائی کے مطابق اقبال نے سہرے لکھے ہیں لیکن تا حال شاہ نواز اور گیتی آرا کی شادی کے موقع پر کہے ہوئے سہرے کے سوا کوئی اور سہرا منظر عام پر نہیں آیا یہ سہرا بھی اتفاقاً میری نظر سے گزرا جسے میں نے اقبال کی باقیات میں ایک نادر اضافہ سمجھتے ہوئے اقبال کے مداحوں کی ضیافت طبع کے لیے اقبال اکادمی پاکستان کے مجلّہ ''اقبالیات'' میں اشاعت کے لیے پیش کر دیا ہے۔

حوالے

1 ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، اقبال کی صحبت میں (مجلس ترقی ادب لاہور 1988ء) صفحہ 217-218

2 عبدالحفیظ ہوشیار پوری، تاریخ گو اقبال، روزنامہ آفاق لاہور 21

اپریل 1952ء

3 عبداللہ چغتائی، ''اقبال کی صحبت میں'' صفحات 328-322

4 سید نذیر نیازی، دانائے راز، سوانح حیات حکیم الامت حضرت علامہ اقبال'' اقبال اکادمی پاکستان (1989) صفحہ 194-193''

5 سید نذیر نیازی، دانائے راز، سوانح حیات حکیم الامت حضرت علامہ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان (1979ء) صفحہ 195-192